اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

The ALFAZL QADIAN

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ؔ
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۳۸	مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۱ء	یوم یکشنبہ	مطابق ۱۳ جمادی الاوّل ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ تمام خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں بھی بفضل خدا خیر و عافیت ہے۔

مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان موسمی تعطیلات کے بعد ۲۸ ستمبر کھلنے والے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ اپنے بچوں کو فوراً روانہ کر دیں۔ تا ان کی تعلیم میں حرج واقع نہ ہو۔

۲۴ ستمبر کسی قدر بارش ہوئی۔

۲۶ ستمبر مولوی علی محمد صاحب اجمیری منٹگمری اور گیانی واحد حسین صاحب اُڑمڑ ضلع ہوشیارپور روانہ کئے گئے۔

ناظر صاحب تعلیم و تربیت کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مولوی فاضل اصحاب جو مبلغین کلاس میں داخل ہونیکے امیدوار ہیں لیکن ان کا ٹیسٹ اور انٹرویو نہیں ہوا۔ ۳۰ ستمبر تک ناظر صاحب موصوف کو ملیں۔ اس کے بعد موقعہ نہیں رہے گا۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی کے نتائج

پارلیمنٹ میں کشمیر کے متعلق متعدد سوالات دریافت کئے گئے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی خدا تعالیٰ کے فضل سے بار آور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ لندن سے ۲۲ ستمبر کو حسب ذیل اطلاع بذریعہ تار موصول ہوئی ہے۔

کل کرنل ہاورڈ بری نے کشمیر کے فسادات اور تحقیقاتی کمیشن کے بارہ میں پارلیمنٹ میں سوال کیا جس کے جواب میں وزیر ہند نے پہلے تو اپنے ۲۷ جولائی کے بیان میں مزید اضافہ کرنے سے پہلو تہی کی لیکن جواب کیلئے اصرار کیا گیا۔ تو کہا کہ حکومت ہند اور انڈیا آفس دونو گہرے غور کے ساتھ حالات کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

اسکے علاوہ کئی ایک بارسوخ اصحاب اور لارڈز نے ہماری امداد اور گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسکے علاوہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے دوسرے ممالک کے اخبارات میں بھی پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ اور ان ممالک کے پریس کی دلچسپی اس معاملہ میں روز بروز بڑھ رہی ہے۔

پریذیڈنٹ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام لندن سے ایک اور تار موصول ہوا ہے۔ جو ظاہر ہے کہ کشمیر کے متعلق پارلیمنٹ میں دو سوال اور دریافت کئے گئے۔ اس کے علاوہ اور ممبروں نے بھی سوال دریافت کرنے اور کشمیر کمیٹی کو اس کے اچھے کام میں امداد دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ ایک بہت بڑے کنسرویٹو لیڈر نے حکومت پر دباؤ ڈالنے کا وعدہ کیا ہے۔ کشمیر کے معاملہ کے متعلق دلچسپی میں ہر ساعت اضافہ ہو رہا ہے۔ (خاکسار عبدالرحیم درد ایم۔ اے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی)

مسلمانانِ کشمیر کے لئے پھر قیامت برپا کر دی گئی

سری نگر میں نہتے اور پُر امن مسلمانوں کو نہایت بیدردی سے قتل اور زخمی کیا گیا

بے گناہ مسلمانوں پر ریاستی پولیس اور فوج کے قاتلانہ حملے

ایک بی ایس سی ایل ایل - بی وکیل کا چشم دید بیان

۲۲ ستمبر سرینگر میں نہتے اور پرامن مسلمانوں پر ریاست کی پولیس - رسالہ اور فوج نے جو جو ظلم و ستم کئے - اور بے گناہ مسلمانوں کا جس بے دردی سے بے دریغ خون بہایا - اس کی خونچکاں داستان ایک معزز نامہ نگار بی ایس سی ایل ایل - بی وکیل نے جنہیں شروع سے آخر تک تمام واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا موقعہ ملا - لکھ کر ارسال کی ہے - نامہ نگار موصوف نے حادثہ کے وقت اپنی موجودگی کے اظہار کے لئے مقتول مسلمانوں کے خون سے رنگین کئے ایک کپڑا اس خون سے لکھ کر یہ الفاظ بھی بھیجے ہیں "مقتول مسلمانوں کا خون صفحۂ کاغذ پر مظلومیت کی آواز بلند کر رہا ہے" اس دردناک اور روح فرسا بیان سے جہاں مسلمانانِ سرینگر کی بے حد مظلومیت ظاہر ہے - وہاں ریاست کی وحشت اور بربریت بھی اپنی انتہائی شکل میں نظر آ رہی ہے - نیز ریاست نے مسلمانوں کے کشت و خون کے متعلق جو یہ بیان شائع کیا ہے - کہ ہجوم کے پتھر برسانے اور فوجیوں پر حملہ کرنے کی وجہ سے مجبوراً گولی چلائی گئی - وہ سراسر غلط ہے ۞ (ایڈیٹر)

سرینگر ۲۲ ستمبر - آج صبح شہر میں اعلان ہؤا - کہ جامع مسجد میں لوگ جمع ہونگے - اور وہاں سے لال منڈی تک جہاں کہ شیخ محمد عبداللہ صاحب کو گرفتار کیا گیا تھا - ایک جلوس بنا کر جائیں گے - پھر وہاں سے اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جائینگے - میں سائیکل پر سوار ہو کر جامع مسجد نو بجے کے قریب پہنچا - اور مسجد کے اندر گیا -

مسلمانوں کا جلوس

مجھے معلوم ہؤا کہ جلوس میں ابھی دیر ہے - میں اپنا سائیکل ایک مکان میں رکھنے کے لئے باہر آ گیا - سائیکل رکھنے کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک جلوس مسلمانوں کا مسجد کی باہر کی چار دیواری کے اندر جو کہ اندازاً تین چار فٹ اونچی ہوگی - اسلام زندہ باد - محمد عبداللہ زندہ باد - جلال الدین زندہ باد کے نعرے لگاتا ہؤا پہنچ گیا - اس وقت کیا دیکھتا ہوں - کہ رسالہ کے چالیس پچاس سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے قلعہ کی طرف سے آ رہے ہیں - جس راستہ سے جلوس مسجد کی چار دیواری کے اندر داخل ہوا تھا - اسی راستہ سے ان سواروں نے جلوس کا تعاقب کیا - میں اس وقت اس رستہ سے دو تین گز کے فاصلہ پر چار دیواری کے اندر کھڑا دیکھ رہا تھا -

پرامن مجمع پر سواروں کا ہلّہ

رسالہ کے مسلح سواروں نے اس پُر امن مجمع پر جو کہ دو ہزار افراد پر مشتمل تھا - ہلّہ بول دیا - اس وقت کوئی آدمی گھوڑے کی ٹاپوں سے روندا جاتا ہے - کسی کو نیزہ لگتا ہے - اور وہ گر جاتا ہے - کچھ آگے کی طرف بھاگتے ہیں - کچھ دائیں طرف بھاگتے ہیں - کچھ بائیں طرف مسجد کی دیوار کے ساتھ لگ جاتے ہیں - جو لوگ سواروں کے حملہ سے مجبور ہو کر آگے کی طرف بھاگتے ہیں - ان پر جامع مسجد کے شمالی جانب سے پولیس لاٹھی چارج کر دیتی ہے - اس پر لوگ پھر پیچھے بھاگتے ہیں بعض دیوار پھاند کر مسجد کی چار دیواری سے باہر کسی مکان میں پناہ گزین ہونے کی کوشش کرتے ہیں - بعض مسجد کے جنوبی دروازہ سے اندر داخل ہونا چاہتے ہیں - ان کے پیچھے پھر سوار گھوڑے دوڑاتے ہیں - اور مسجد کے جنوبی پہلو کے ساتھ ساتھ بھگاتے ہوئے مغرب کے کونہ پر پہنچ جاتے ہیں - پھر وہاں سے واپس ہوتے ہیں - اور مسجد کے جنوب مشرقی کونہ تک گھوڑے بھگاتے ہیں - اپنی جان بچانے کے لئے کوئی ادھر بھاگتا ہے - کوئی اُدھر - میں بھی اپنی جگہ سے ہٹ کر اور مسجد کی باہر کی چار دیواری پھاند کر ایک مکان میں داخل ہو جاتا ہوں -

جان بچانے کے لئے بھاگتے ہوئے مسلمانوں پر گولیاں برسائی گئیں

جب میں اس مکان میں پہنچتا ہوں - تو فائر کی آواز سنتا ہوں دو تین فائر ہوئے - میں جلدی سے مکان کی دوسری منزل میں پہنچکر ایک دریچہ سے کیا دیکھتا ہوں - کہ مسجد کے جنوبی دروازے کے سامنے سے دو لاشیں لوگ اٹھا کر مسجد کے اندر لے گئے - یہ ان لوگوں کی لاشیں تھیں - جو جلوس میں سے مسجد میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے تھے -

پولیس کے وحشیانہ حملے

اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں - کہ پولیس کی ایک گارد مسجد کی دیوار کے ساتھ ساتھ اور چار دیواری کے اندر اندر لاٹھیاں لئے ہوئے بھاگ رہی ہے - اور جو مسلمان مسجد کے دروازہ کے باہر دیکھتی ہے اس کو لاٹھیاں رسید کرتی ہے - جامع مسجد میں داخل ہونے کیلئے کچھ لوگ مغربی کونہ کی طرف سے آ رہے تھے - ان پر حملہ آور ہوتی

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ دیکھئے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۳۸ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

قضیۂ کشمیر کے متعلق چند تلخ و شیریں باتیں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

قضیۂ کشمیر اس قدر جلد جلد صورت بدل رہا ہے۔ کہ میں سمجھتا ہوں۔ اس کے متعلق ایک مجموعی نظر کی اشد ضرورت ہے۔ ورنہ بالکل ممکن ہے۔ کہ یہ کام بالکل خراب ہو جائے۔ اور امیدوں کے بالکل اُلٹا نتیجہ نکلے۔

ہندوستان کے مسلمان عام طور پر سیاسیات سے ناواقف ہیں۔ اور اس وجہ سے وہ زیادہ تر نقل کرتے ہیں۔ لیکن ریاستوں کے مسلمان تو بیچارے اور بھی ناواقف ہیں۔ ان کے لئے دوسروں سے بہت زیادہ خطرات ہیں۔ اور جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ انہیں حقیقت سے آگاہ کرے۔ تاکہ وہ تکالیف سے محفوظ ہوں۔ اور کامیابی کا منہ دیکھیں۔

سب سے بڑا خطرہ غلط امیدیں
خوشامد اور چاپلوسی کا مرض

اس زمانہ میں خوشامد اور چاپلوسی کا مرض اور اسی طرح فخر و خود پسندی کا مرض اسقدر عام ہو گیا ہے۔ کہ جو لوگ اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ وہ دشمن یا بزدل قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور اس وجہ سے بہت سے سچے مخلص مایوس ہو کر اپنے گھر بیٹھ رہتے ہیں۔ اور مظلوم اپنی مظلومیت میں بڑھتا جاتا ہے یہی مرض مسئلہ کشمیر کو بھی لاحق ہو رہا ہے۔ اور میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسلمانان کشمیر اور ہندوستان کو اس مرض کے خطرات سے آگاہ کر دوں۔

یہ بالکل آسان ہے۔ کہ میں یہ دعویٰ کروں۔ کہ چند ایام میں میں کشمیر کے لوگوں کو ان مظالم سے بچا لوں گا۔ جو ریاست کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ لیکن یہ امر بالکل اور ہے۔ کہ میں ایسا کر بھی دوں۔ اسی طرح یہ امر بالکل آسان ہے۔ کہ میں یہ دعویٰ کروں۔ کہ میری جان و مال اہل کشمیر کے لئے قربان ہے۔ اور یہ بالکل اور امر ہے۔ کہ میں اپنے مال کا سواں حصہ بھی اس غرض کے لئے قربان کر دوں لیکن آجکل کچھ ایسا رواج ہو گیا ہے۔ کہ وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے۔ لیکن ساتھ یہ کہتا ہے۔ کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکیگا۔ میں امداد کروں گا۔ دشمن اور بزدل قرار دیا جاتا ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں اپنا مال اور اپنی جان تمہارے لئے قربان کر دونگا۔ اور سب دنیا سے مقابلہ کروں گا۔ خواہ ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرے۔ دوست اور حقیقی خیر خواہ سمجھا جاتا ہے۔

مخلصانہ مشورہ

میں اہالیان کشمیر اور ان لوگوں کو جو کشمیر کے لوگوں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ مخلصانہ طور پر مشورہ دوں گا۔ کہ اگر وہ کشمیر کے مسئلہ کو کامیاب طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ تو انہیں خوشامد چاپلوسی اور فخر و تکبر سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ حقیقت کو ننگا کر کے دیکھنا چاہیئے۔ اور اپنے دوستوں سے بھی یہی امید رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ اسی طرح معاملات کو ان کے سامنے پیش کریں۔ تاکہ اصل حالات سے انہیں آگاہی رہے۔ اور سیدھے راستہ سے وہ پھر نہ جائیں۔

میں نے جو مشورہ اوپر دیا ہے۔ اس کے مطابق سب سے پہلے میں کشمیر کے دوستوں کو اپنی رائے سے اطلاع دیتا ہوں۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اکثر ممبر بھی اس رائے میں مجھ سے متفق ہیں۔

مسلمانان کشمیر میں بیداری

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کشمیر کے لوگ اپنے لئے آزادی کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ ایک لمبا عرصہ تک غلامی کی زندگی بسر کرنے کے بعد اب ان میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں۔ کہ اگر انہوں نے اور ان کے آباء نے غلامی میں زندگی بسر کی ہے۔ تو ان کی اولاد کم سے کم اس عذاب سے نجات پا جائے۔ چونکہ زیادہ تر ظلم کا شکار مسلمان ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ بیداری بھی زیادہ تر انہی میں پیدا ہو رہی ہے۔ دوسری اقوام کے لوگ گو اس آزادی سے اتنا ہی فائدہ اٹھائینگے جس قدر کہ مسلمان۔ لیکن بوجہ اس کے کہ وہ ظلم کی چکی میں مسلمانوں جتنے نہیں پیسے گئے۔ ان میں بیداری کا احساس ابھی مکمل نہیں ہوا۔ بلکہ ابھی وہ مسلمانوں کی آزادی کی کوشش کو اپنی دشمنی سمجھ رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے بجائے ہاتھ بٹانے کے مسلمانوں کا ہاتھ روک رہے ہیں۔

حکام ریاست آسانی سے قبضہ نہیں چھوڑینگے

اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ حکام ریاست اپنے قبضہ اور تصرف کو آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے۔ اور جبکہ غیر مسلم آزادی کی تحریک کو آزادی کی تحریک نہیں۔ بلکہ ایک مذہبی تحریک سمجھ رہے ہیں۔ اس وجہ سے رعایا کا ایک حصہ بھی ضرور حکام کی مدد کریگا۔ اور مقابلہ کی مشکلات گویا دگنی ہو جائینگی۔ پس ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ خیال کرنا۔ کہ دو چار ہفتہ میں کشمیر کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ یا چند جتھوں کے لے جانے سے ریاست رعایا کو آزادی دیدیگی۔ ایک غلط خیال ہے۔ اور اس خیال کی موجودگی میں کبھی بھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس خیال کا نتیجہ مایوسی ہو گا۔ اور مایوسی انسان کے ارادہ کو پست اور اس کی کوشش کو کمزور کر دیتی ہے۔

ہر باشندۂ کشمیر کو کس ارادہ سے کھڑا ہونا چاہیئے

میرے نزدیک اپنی اور اپنے ملک کی سب سے بڑی خدمت یہ ہو گی۔ کہ ہر باشندۂ کشمیر جو آزادی کی خواہش رکھتا ہے۔ یہ ارادہ کر لے۔ کہ خواہ میری ساری عمر آزادی کی کوشش میں خرچ ہو جائے۔ میں اس کام میں اسے خرچ کر دوں گا۔ اور آگے اپنی اولاد کو بھی یہی سبق دوں گا۔ کہ اسی کوشش میں لگی رہے۔ اور اسی طرح قربانی کے متعلق ہر اک شخص کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ آزادی جیسی عزیز شئے کے لئے جو کچھ بھی مجھے قربان کرنا پڑے

میں قربان کردوں گا۔ اگر اس قسم کا ارادہ رکھا جائیگا۔ تو لازماً درمیانی مشکلات معمولی معلوم ہوں گی۔ اور ہمت بڑھی رہیگی۔ لیکن اگر یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ بس دو چار ہفتوں میں ہمارا کام ختم ہو جائیگا۔ اور دو چار ہڑتالوں یا دو چار جتھوں سے یہ مہم سر ہو جائیگی۔ تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جب کام اس سے لمبا ہوا۔ لوگوں میں بددلی پیدا ہونے لگے گی۔ اور لوگ کہنے لگیں گے۔ کہ ہمارے لیڈروں نے ہم سے دھوکا کیا۔ اور بالکل ممکن ہے۔ کہ ہم سر بام پہنچکر ناکام ہو جائیں۔ اور گوہر مقصود ہاتھ میں آکر پھسل جائے۔

چند ماہ کی جدوجہد سے کیا نتیجہ نکلیگا

جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر مسلمانان کشمیر کو سردست آزادی کی مہم میں وہی قربانی کرتے رہیں۔ صحیح راستہ پر گامزن رہے۔ تو انشاء اللہ نتیجہ مندرجہ ذیل صورت میں نکلیگا۔ اول کچھ عرصہ کی جدوجہد کے بعد جو میرے نزدیک تین چار ماہ کی جدوجہد سے زائد نہ ہوگی۔ کچھ حقوق رعایا کو مل جائینگے لیکن بعض اہم حقوق جن کے بغیر رعایا حقیقی طور پر ترقی کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتی۔ اس پہلی منزل پر نہیں مل سکینگے۔ اور اس کے لئے ایک لمبی اور نہ تھکنے والی جدوجہد کرنی پڑیگی۔ اس کی تفصیل کیا ہوگی۔ میں اس سوال کو یہاں نہیں چھیڑ سکتا۔ کیونکہ اس کو بیان کرنے سے کام کی خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسے میں انشاء اللہ دوسرے وقت ایسے لوگوں پر ظاہر کروں گا۔ جن کو اس کے معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی۔

کشمیر کو آزادی کس طرح مل سکتی ہے

ہاں میں اس وقت یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ کشمیر کو آزادی صرف اہالیان کشمیر کی کوشش سے مل سکتی ہے۔ باہر کے لوگ صرف دو طرح ان کی مدد کر سکتے ہیں۔ (۱) روپیہ سے (۲) حکومت برطانیہ اور دوسری مہذب اقوام میں اہالیان کشمیر کی تائید میں جذبات پیدا کر کے۔ پس ایک طرف تو اہل کشمیر کو یہ خیال دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ باہر کے لوگ آکر ان کی کوئی جسمانی مدد کر سکتے ہیں۔ ان کی مدد اول بے اثر ہوگی۔ دوسرے اس کا آزادی کی کوشش پر الٹا اثر پڑیگا۔ اور جدوجہد کی باگ اہل کشمیر کے ہاتھ سے نکلکر ایسے ہاتھوں میں چلی جائیگی۔ جو بالکل ممکن ہے۔ کہ کسی وقت انہیں فروخت کر ڈالیں۔ اور خود الگ ہو جائیں۔ پس خود اہل کشمیر کا فائدہ اس میں ہے۔ کہ باہر سے مشورہ لیں۔ مالی امداد لیں۔ لیکن کسی صورت میں بھی جنگ میں شریک ہونے کے لئے انہیں نہ بلائیں۔ تاکہ معاملہ ان کے ہاتھ سے نکل کر دوسروں کے ہاتھ میں نہ چلا جائے۔ عارضی جوش ان کے کام نہ آئیگا۔ بلکہ مستقل قربانی ان کے کام آئے گی۔ اور مستقل قربانی ملک کے باشندے ہی کر سکتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جنگ عظیم میں باوجود اس کے کہ امریکہ جنگ میں شامل ہونے کو تیار تھا۔ خود انگریز اور فرانسیسی اسے جنگ سے روکتے تھے۔ اور آخری ایام میں جب حالت بہت ہی خطرناک ہو گئی۔ تب مجبور ہو کر امریکہ کو شامل ہونے دیا گیا۔ لیکن بعد میں پھر پچھتاوا پیدا ہوا۔ اور آج تک اتحادی حکومتیں سمجھتی ہیں۔ کہ امریکہ کے شامل ہونے سے انہیں بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ امریکہ نے انہیں اس قدر فائدہ نہیں اُٹھانے دیا جس قدر وہ اُٹھانا چاہتی تھیں۔

مسلمانانِ ہند کو قربانی کی نصیحت

میں اس موقع پر مسلمانانِ ہند کو بھی جو کشمیر کے مسئلہ سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ کچھ نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔

مالی امداد کی ضرورت

میں لکھ چکا ہوں۔ کہ کشمیر کی آزادی کے لئے عملی جدوجہد صرف اہل کشمیر کو کرنی پڑیگی۔ لیکن کشمیر ایک غریب ملک ہے۔ اور وہ اس وقت تک آزادی کی جدوجہد کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ جب تک اسے کافی مالی امداد باہر سے نہ ملے۔ اور جب تک زبردست پروپیگنڈا اس کی تائید میں کشمیر سے باہر نہ کیا جائے۔ اور اس کام کے لئے معقول رقم چاہیئے۔ جس کا مہیا کرنا ان لوگوں کا فرض ہے۔ جو کشمیر سے باہر رہتے ہوئے اس کے مظلوم باشندوں کی ہمدردی کا احساس رکھتے ہیں۔ مُنہ سے قربانی کا دعویٰ کرنا یا جلسہ کر دینا یا ریزولیوشن پاس کر دینا گو ایک حد تک مفید ہو۔ لیکن حقیقی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لئے انہیں چاہیئے۔ کہ مالی قربانی کی طرف قدم اٹھائیں۔ کہ اس وقت یہی سب سے بڑا کام ہے دوسرا کام آل انڈیا کشمیر کمیٹی خود کر سکتی ہے۔ لیکن اس قدر روپیہ جو اس کام کے لئے ضروری ہوگا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے لوگ خود جمع نہیں کر سکتے۔ پس ہر گاؤں اور قصبہ میں اس کے لئے چندہ جمع کر کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بھجوانا چاہیئے۔ جو آگے اس رقم کو حسب ضرورت جموں اور کشمیر میں تقسیم کریگی۔ اور اسی طرح ہندوستان اور بیرون ہند میں پروپیگنڈا کو جاری رکھے گی۔

کم از کم ایک لاکھ روپیہ

میرا جہاں تک خیال ہے۔ اگر کام کو صحیح طور پر چلایا جائے۔ تو ایک لاکھ روپیہ سالانہ تک خرچ کرنے کے لئے ہمیں تیار رہنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ریاست سے سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ اور تازہ اطلاعات سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سمجھوتہ کرنے کے لئے ریاست تیار نہیں۔ تو اس صورت میں از سر نو پکڑ دھکڑ شروع ہو جائیگی۔ اور ہزاروں غریب اور نادار خاندانوں کو فاقوں سے بچانے کے لئے ایک معقول رقم ماہوار ہم کو خرچ کرنی پڑیگی۔

سردست ۱۲ ہزار کا بجٹ

سردست آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سامنے قریباً بارہ ہزار روپیہ کا بجٹ پیش ہے۔ لیکن کام کے لحاظ سے یہ بجٹ بالکل حقیر اور بالکل ناکافی ہے۔ سال بھر کے لئے اس سے آٹھ دس گنا زیادہ بجٹ ہونا چاہیئے۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے اس وجہ سے ابھی زیادہ کی جرأت نہیں کی۔ کہ اسے اس وقت تک کل آمد پندرہ سولہ سو روپیہ ہوئی ہے۔

جلد امدادی رقوم بھجوائی جائیں

پس جو لوگ اس مسئلہ سے ہمدردی رکھتے ہیں انہیں جلد سے جلد اپنے علاقوں میں چندہ کر کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے حساب میں مسلم بنک آف انڈیا لاہور کے پتہ پر بھجوانا چاہیئے۔ جو لوگ بنک کو بھیجنے میں دقت محسوس کریں۔ وہ براہ راست سکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی قادیان کے نام بھجوا دیں۔ مگر اب پہلا ہی بہتر ہے۔ اگر سکرٹری کے نام بھیجیں۔ تو رسید ضرور منگوا لیں۔

ہندوستان اور دوسرے ممالک میں پروپیگنڈا

ضرورت پروپیگنڈا

بعض لوگ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں پروپیگنڈا کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ لیکن یہ خیال ان کا غلط ہے۔ ہندوستان کی حکومت بہر حال کشمیر پر نگران ہے۔ اور اس کے اعلےٰ حکام کی رائے کو اگر اپنی تائید میں حاصل کر لیا جائے۔ تو یقیناً اس سے بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور ہوا ہے۔ اسی طرح ہندوستان کی حکومت حکومت برطانیہ کے ماتحت ہے۔ اگر انگلستان میں زبردست پروپیگنڈا کیا جائے۔ تو یقیناً اس کا اثر حکومت ہند پر پڑیگا۔ اور وہ زیادہ ہوشیاری سے حکومت کشمیر کی نگرانی کرے گی۔ اور اس طرح بہت تھوڑی قربانی سے وہ کام ہو سکیگا۔ جو دوسری صورت میں بہت بڑی قربانی کو چاہتا ہے۔

پروپیگنڈا کی اہمیت کا ثبوت

اس امر کا مزید ثبوت کہ یہ ایک اہم کام ہے یہ ہے۔ کہ خود ریاست اس کی عظمت کو قبول کرتی ہے۔ چنانچہ باہر کے لوگوں کو بلا کر ان پر اثر ڈالنا۔ اخبارات کے نمائندوں کو خریدنے کی کوشش کرنا حکومت ہند کے پاس با اثر لوگوں کو بھجوانا۔ ولایت میں پروپیگنڈا کا مقابلہ کرنے کے لئے ایجنٹ مقرر کرنا یہ سب امور اس کو ظاہر کرتے ہیں۔

کہ ریاست اس تجویز کے موثر ہونے کو قبول کرتی ہے۔ اور اسے بے اثر بنانے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کو تیار ہے۔ چنانچہ مجھے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک ہندوستانی لیڈر کے ذریعہ سے ریاست نے انگلستان میں ایک شخص کو چھ سو روپیہ ماہوار کے قریب معاوضہ دینے کا وعدہ کر کے ہمارے پروپیگنڈا کا مقابلہ کرنے کی تحریک کی ہے۔ اور انگلستان کے دو زبردست اخبارات کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی تجویز کی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ایک اخبار کا تو زور توڑ دیا ہے۔ اور دوسرا اخبار انشاء اللہ ان کے ہاتھ فروخت نہیں ہو سکیگا۔

مسلمانوں کا زور توڑنے کی تدابیر

مسئلہ کشمیر کی وجہ سے مسلمانوں کا زور توڑنے کے لئے ریاست کے ایماء پر یا اپنے طور پر کچھ اور تدابیر بھی اختیار کی جا رہی ہیں۔

مخالفانہ تدابیر

جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) کشمیری مال کا بائیکاٹ کر کے تمام پنجاب میں اندر ہی اندر یہ تحریک کی جا رہی ہے۔ کہ کشمیری مال چونکہ بدیشی تاگہ یا بدیشی کپڑا سے تیار ہوتا ہے اس لئے اس کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ یہ جواب ہے۔ بعض مسلمانوں کی اس تحریک کا۔ کہ ریاستی کارخانہ کے ریشم کو نہ خریدا جائے۔ (۲) ریاست کے تعمیری پروگرام کو بند کر کے تا کہ مسلمان ٹھیکیدار معطل ہو جائیں۔ اور مالی نقصان اٹھائیں (۳) مسلمان کاریگروں کا بائیکاٹ کر کے۔

مخالفانہ تدابیر کا جواب دینے کی ضرورت

یہ سب کام اس طرح ہو رہے ہیں۔ کہ ان میں ریاست کا ہاتھ نظر نہ آئے۔ لیکن جہاں تک میں سمجھتا ہوں ریاست کا ہاتھ ان میں شامل ہے۔ اور اس کا جواب دینے کی مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ (۱) کشمیری مال جو مسلمانوں کا تیار کردہ خرید کر (۲) بیکار مزدوراں اور کاریگروں کو کام دے کر۔ (۳) خصوصیت کے ساتھ ان کارخانوں کا مال بند کر کے جو ان ہندو افسروں کی ملکیت ہیں۔ جو اس کام میں نمایاں ہیں۔ مثال کے طور پر میں دیکھتا ہوں کہ کول خاندان کی بنائی ہوئی دیا سلائیاں پنجاب میں کثرت سے بکتی ہیں۔ اگر مسلمان ان کو خریدنا بند کر دیں۔ تو اس سے ان کارخانہ داروں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ بائیکاٹ کی تلوار دو دھاری ہوتی ہے۔ اور صرف ایک ہی طرف نہیں کاٹتی۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ مختلف شہروں کے پرجوش مسلمان اور مسلمان دوکان داران امور کو اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ کیونکہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی اس قسم کے کام اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتی کیونکہ اس کی توجہ تعمیری اور اصلی کام سے ہٹ کر دوسری طرف لگ جاتی ہے۔

انکوائری کمیٹی

ایک اہم نقص موجودہ کام میں یہ ہو رہا ہے۔ کہ اہالیان کشمیر کی طرف سے کوئی انتظام مسلمانوں کی تکالیف کی تحقیق کے متعلق نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ افواہیں بہت کثرت سے پھیلتی رہتی ہیں۔ یہ افواہیں بعض دفعہ مفید ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ مضر بھی ہوتی ہیں۔ پس فائدہ کو دیکھ کر ان کے ضرر سے ہمیں غافل نہیں ہونا چاہیئے۔

تحقیقاتی کمیٹی کا کام

اور چاہیئے۔ کہ مجلس نمائندگانِ کشمیر ایک تحقیقاتی کمیٹی مستقل طور پر مقرر کر دے۔ جس کا یہ کام ہو۔ کہ جب کوئی حکایت مسلمانوں پر ظلم کی ان کے سننے میں آئے۔ خواہ ریاست کی طرف سے ہو۔ خواہ دوسرے لوگوں کی طرف سے۔ وہ اس کی باقاعدہ تحقیقات کرے۔ اور عدالتوں کی طرح جرح کر کے اور گواہیاں لے کر مثل مکمل کرے۔ اور پھر اس سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو اور پریس کو مطلع کرے اس طرح ایک تو افواہوں کا سدباب ہو جائیگا۔ دوسرے نمائندگان کشمیر کی وقعت مہذب دنیا میں بہت بڑھ جائے گی۔ کہ وہ کوئی بات غیر ذمہ وارانہ طور پر نہیں کرنا چاہتے۔ اور ان کی بات اس قدر پکی سمجھی جائیگی۔ کہ اس کی تردید کی کسی کو جرأت نہ ہو سکیگی۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ ریکارڈ مکمل ہوتا چلا جائے گا۔ اب یہ نقص ہوتا ہے۔ کہ ایک صریح ظلم کے خلاف شور مچایا جاتا ہے۔ لیکن بوجہ شہادت محفوظ نہ ہونے کے کچھ دن کے بعد اس واقعہ کے یا تو شاہد ہی نہیں ملتے۔ اور اگر شاہد ملیں۔ تو انہیں شہادت یاد نہیں رہتی۔

بیرونی مدد سے گھبرانا نہیں چاہیئے

ریاست کے بعض باشندے اس بات کے کہنے سے گھبراتے ہیں۔ کہ باہر کے لوگ ان کی امداد کرتے ہیں۔

مدد اور تحریک میں فرق

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مدد اور تحریک میں فرق ہے۔ اگر باہر والوں کے اکسانے سے کشمیر میں شورش ہو۔ تو بیشک یہ عیب ہے۔ لیکن اگر اندر کی شورش اور ظلم دیکھ کر باہر والے روپیہ اور مشورہ سے مدد کرنے کے لئے آ جائیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس قسم کی مدد سے یا اس کا اقرار کرنے سے اہالیان ریاست کے کام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

ریاست باہر والوں سے مدد لے رہی ہے

خود ریاست بھی تو باہر کے لوگوں سے مدد لے رہی ہے کئی آدمی اس نے باہر سے اس لئے منگوائے ہیں۔ کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کو پھسلا کر اس سے دیگر صلح کروا دیں۔ پس یہ قدرتی امر ہے۔ کہ شورش کے ہر اک کے ہمدرد اس کے ارد گرد جمع ہو جائینگے اس کے اقرار میں نہ کوئی نقصان ہے۔ اور نہ ایسی امداد میں کوئی ہرج۔ ہرج تب تھا۔ کہ بے چینی کے اسباب نہ ہوتے۔ لیکن باہر والوں کی انگیخت کی وجہ سے ریاست کے باشندے فساد کرتے۔ لیکن جب لوگوں کی تکلیف کے بہت سے اسباب موجود ہیں۔ تو پھر باہر والوں پر ناجائز دخل اندازی کا اعتراض کس طرح آ سکتا ہے۔ ریاست اپنی اصلاح کرے۔ باہر والے خود خاموش ہو جائینگے۔

اہالیانِ ریاست کو نصیحت

آخر میں میں پھر اہالیانِ ریاست کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اتحاد اور جذبۂ ایثار سے اور اپنے لیڈروں کی اطاعت اور ان کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کریں۔

ہر ایک جائز مدد دینے کا وعدہ

میں اپنی طرف سے اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے اقرار کرتا ہوں۔ کہ ہر اک جائز مدد ہم انشاء اللہ ان کی کریں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جب تک اور جس حد تک ہم سے ہو سکے گا۔ ریاست اور ان کے درمیان وقار والی صلح کرانے کے لئے کوشش کریں گے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے فضل سے آپ لوگوں کو بھی اور مہاراجہ صاحب کو بھی ایسے راستہ پر چلنے کی توفیق دے گا جس سے ریاست اور اہل ریاست دونوں کی عزت بڑھے گی۔ اور کشمیر اپنے طبعی ذرائع کے مطابق اپنے ہمسایہ ممالک کے دوش بدوش عزت و اکرام کے مقام پر کھڑا ہوگا۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

خاکسار مرزا محمود احمد

مہاراجہ صاحب کشمیر کو ایک ماہ کا الٹی میٹم

مندرجہ بالا عنوان سے موقر معاصر "الامان" ۱۹ ستمبر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس سیالکوٹ کی تجاویز کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ یہ تجاویز نہایت معقول ہیں۔ اور کافی غور و تدبر کے بعد منظور کی گئی ہیں۔ ان تجاویز کے ذریعہ مہاراجہ کشمیر کو موقع دیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک ماہ کے اندر مسلمانوں کے مطالبات پورے کر دیں۔ ورنہ اس کے بعد مسلمان اپنی جد و جہد شروع کر دیں گے۔ نیز اس عرصہ میں مسلمانوں کے لئے ایک پروگرام بھی تجویز کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ اس پر عمل کر کے قربانیاں دینے کی تیاریاں کریں۔ تا کہ آنے والی جنگ میں کامیابی ہو۔ یہ تجاویز مہاراجہ کشمیر کے لئے ایک ماہ کا الٹی میٹم ہیں۔ اگر انہوں نے مسلم مطالبات کو منظور کر لیا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ مہاراجہ کے برخلاف جد و جہد جاری رکھیں۔ اور اگر منظور نہ کیا۔ تو نہیں معلوم اس کا انجام کیا ہو گا۔ اور یہ جنگ کب تک جاری رہے گی۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس پروگرام کے مطابق ہر جگہ تیاریاں شروع کر دیں۔

مسجد احمدیہ سیالکوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر

دُنیا میں ترقی کرنے کے گُر

سیالکوٹ میں ۱۲ ستمبر بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد احمدیہ میں حسب ذیل تقریر فرمائی۔

ابھی ایک دوست نے قرآن کریم کا ایک رکوع تلاوت کیا ہے۔ جس کی آخری آیت یہ ہے۔ قل مایَعبؤُا بکم ربی لولا دعاؤکم یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے رسول تو ان لوگوں کو میری طرف سے یہ پکار کر سنا دے۔ کہ تمہارے رب کو تمہاری پرواہ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر تمہاری طرف سے

دعا کا سلسلہ

جاری نہ ہو۔ انسان اگر اپنی ہستی پر غور کرے۔ تو آسانی سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ عام طور پر بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہمارا نماز پڑھنا صدقہ دینا۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ حج کرنا

خدا تعالیٰ پر احسان

ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے۔ بعض نادان جب کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ معلوم نہیں۔ خدا نے ہمیں کیوں مصیبت میں ڈالا۔ ہم تو نمازیں پڑھتے اور دوسرے مذہبی احکام پر عمل کرتے ہیں۔ گویا وہ اپنے دل میں یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان سے بدسلوکی کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کسی شخص کا بیٹا مر گیا۔ اور اس کا ایک دوست تعزیت کے لئے اس کے پاس گیا۔ تو وہ چیخ مار کر رو پڑا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ خدا نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے۔ گویا اس کے خیال میں اس کا کوئی حق خدا تعالےٰ نے مار لیا تھا۔ مگر سوچنا چاہیئے۔ وہ کونسا حق ہے۔ جو بندہ نے خدا تعالےٰ پر قائم کیا ہے۔ مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے۔ کہ وہ لوگ۔ جو اپنی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور تقویٰ طہارت پر فخر کیا کرتے ہیں۔ وہ تو کسی تکلیف کے موقع پر چلا اٹھتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا۔ لیکن ہندوستان کا وہ

شرابی شاعر

جو دین سے بالکل غافل تھا۔ ایک سچائی کی گھڑی میں باوجود شراب کا عادی ہونے کے خدا تعالیٰ کا الہام اس کے دل پر نازل ہوتا ہے۔ اور وہ کہہ اٹھتا ہے ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہوا

غور کرنا چاہیئے۔ جو چیز بھی انسان کے پاس سے جاتی ہے۔ وہ آئی کہاں سے تھی۔ ذرا

اپنی حیثیت کو تو دیکھو

وہ کونسی چیز ہے جسے اپنی کہہ سکتے ہو۔ انسان کہتا ہے۔ میری بیوی ہے۔ مگر وہ کہاں سے آئی۔ بچے جسے اپنے کہا جاتا ہے۔ کہاں سے آئے ہیں۔ اسی طرح مکان زمین اور سب دوسری اشیاء جنہیں اپنی سمجھا جاتا ہے۔ کہاں سے آئی ہیں۔ اگر ان چیزوں کی حقیقت پر غور کیا جائے۔ تو بآسانی معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ چیزیں انسان کی نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

موہبت اور عطیہ

ہیں۔ اور عطیہ دینے والے کا حق ہے۔ کہ جب چاہے۔ واپس بھی لے لے۔ بلکہ عطیہ بھی اسے کہتے ہیں۔ جو کبھی واپس نہ لیا جائے۔ مگر دنیا میں انسان کو جو کچھ ملتا ہے۔ وہ آخر لے لیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ دنیا میں انسان کو حقیقی عطیہ بھی نہیں ملتا۔ بلکہ تمام اشیاء

عاریتاً استعمال کے لئے

دی جاتی ہیں۔ اور اس طرح چیز دینے والے کا حق ہوتا ہے۔ کہ جب چاہے۔ واپس لے لے۔

تو خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ مایَعبؤُا بکم ربی لولا دعاؤکم یعنے تم اپنی ہستی کو سمجھتے کیا ہو۔ آخر انسان ہے کیا چیز۔ کہ خدا تعالےٰ اس کی پرواہ کرے۔ دنیا میں جو چیز بھی ہے۔ اس کی

انتہاء خدا تعالےٰ پر

ہی جا کر ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ الیٰ ربک المنتھیٰ یعنی کوئی چیز اور کوئی نفس ایسا نہیں جس کی کڑی خدا تعالےٰ پر جا کر نہ ختم ہوتی ہو۔ اور جب ہر چیز کی انتہاء خدا تعالیٰ پر ہے۔ تو پھر اگر خدا تعالےٰ انسان کو خود ہی بطور احسان نہ بلائے۔ تو انسان چیز کیا ہے۔ کہ اس کی پرواہ کرے۔ لولا دعاؤکم کے دو معنے ہیں۔ یعنی اگر خدا تعالےٰ تم کو نہ پکارے۔ اور یہ کہ اگر تم اس کو نہ پکارو۔ اگر پہلے معنے لئے جائیں۔ تو اس صورت میں اس آیت کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ اگر اس نے اپنی طرف سے یہ لازم نہ کر لیا ہو۔ کہ میں تمہیں پکارونگا یعنی بڑھاؤں گا۔ اور ترقی دوں گا۔ تو تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس نے خود

بطور احسان

اپنے پر یہ واجب کر رکھا ہے۔ ورنہ انسان کا کوئی حق نہیں

دوسرے معنے

یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کیا پرواہ ہے۔ اگر تم عاجزی اور انکساری کے ساتھ اس کے آگے جھک کر یہ نہ کہو۔ کہ ہمارا کوئی حق تو نہیں۔ اگر تو احسان کر دے۔ تو تیری ذرہ نوازی ہے۔

در اصل یہی دو چیزیں ہیں۔ جن سے انسان کو تقویٰ۔ ترقی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور دنیا میں ساری ترقیات انہی دو طریق سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ دعا نہیں کہ انسان ہاتھ اٹھائے اور کہدے یا اللہ مجھے فلاں ترقی عطا کر۔ یا ساری عمر ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھا اللہ اللہ کرتا رہے۔ بلکہ

دعا سے مراد

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جو ذرائع پیدا کئے ہیں انکو استعمال کرے۔ مثلاً اولاد حاصل کرنے کے لئے اس نے یہ ذریعہ مقرر کیا ہے۔ کہ انسان حسب پسند شادی کرے۔ اب اگر کوئی شخص شادی تو نہ کرے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ خدایا مجھے اولاد عطا کر۔ تو یہ دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ دعا کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ پہلے خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ ذرائع پر عمل کیا جائے۔ اور پھر خدا تعالےٰ سے کامیابی کے لئے مدد مانگی جائے۔ دیکھو حکومت نے منی آرڈر فارم مقرر کر رکھے ہیں۔ اور جو شخص ایک جگہ سے دوسری جگہ روپیہ پہنچانا چاہے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس فارم کو پر کر کے دے۔ یہ ایک مدد ہے۔ جو گورنمنٹ اپنی رعایا کو ایک جگہ سے دوسری جگہ روپیہ بھیجنے کے لئے دیتی ہے۔ اس نے یہ طریق مقرر کر رکھا ہے۔ لیکن جو شخص اس طریق کو استعمال نہ کرے۔ بلکہ خود ہی کوئی طریق ایجاد کرے۔ مثلاً شعروں کی کسی کتاب میں نوٹ رکھ کر ڈاکخانہ میں دے آئے۔ کہ اسے فلاں جگہ پہنچا دو۔ تو وہ گورنمنٹ کی امداد سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ حکومت سے روپیہ دوسری جگہ پہنچانے میں جو مدد حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس کا طریق یہی ہے کہ یا تو منی آرڈر کر دیا جائے۔ اور یا بیمہ۔ یا مثلاً عدالت میں دیوانی دعوے کے لئے ایک شرح

کورٹ فیس

کی مقرر ہے۔ فرض کرو۔ ایک مقدمہ میں ۲۵ روپیہ کورٹ فیس لگتی ہے، لیکن کوئی شخص یہ تو نہ لگائے۔ لیکن پچاس روپیہ کے نوٹ جلا کر کہے میں نے تو دوگنا خرچ کر دیا۔ میرے مقدمہ کی سماعت ہونی چاہیئے۔ تو یہ درخواست ہرگز قبول نہ ہوگی۔ کیونکہ اس نے وہ طریق اختیار نہیں کیا۔ جو حکومت نے مقدمہ کی سماعت کا مقرر کر رکھا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ نے بھی ہر کام کے لئے علیحدہ علیحدہ ذرائع اور طریق رکھے ہیں۔

دعا کے الگ طریق ہیں

تربیت اولاد کے الگ۔ اور تجارت و ملازمت کے لئے علیحدہ علیحدہ دعا کے لئے جو طریق ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے۔ کہ جب بندہ خدا کو پکارتا ہے۔ تو وہ سنتا ہے۔ یعنے جب کوئی بندہ ان ذرائع کو جو خدا تعالےٰ نے ترقی کے لئے مقرر کر رکھے ہیں۔ استعمال میں لاتا ہے۔ تو وہ اسے ترقی دیتا ہے۔ اس کی مثال یورپ کے لوگوں میں مل سکتی ہے۔ انہوں نے علوم سیکھے۔ تحقیقاتیں کیں۔ محنت کی۔ ایجادیں کیں۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو

دنیوی ترقیات

عطا کر دیں۔ کیونکہ ان کے لئے اس نے یہ ایک ذریعہ مقرر کر رکھا ہے کہ محنت کرو۔ اور کوشش سے مخفی باتیں معلوم کرو۔ اہل یورپ نے اس ذریعہ سے اس سے مدد مانگی۔ اور اس نے ان کی دعا کو سنا یعنے حکومت۔ دولت۔ شہرت۔ رعب۔ شوکت سب کچھ ان کو عطا کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے اس ذریعہ پر عمل کیا۔ جو ان چیزوں کے حصول کے لئے اس نے مقرر کر رکھا ہے۔ لیکن جو شخص اس ذریعہ پر عمل نہ کرے۔ وہ خواہ کسی دوسرے طریق سے کتنی سخت مصیبت کیوں نہ اٹھائے۔ اور محنت کیوں نہ کرے۔ اسے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ ایک قلندر جو دن بھر در بدر بندر کو لے پھرتا ہے یقیناً ایک تاجر سے زیادہ محنت کرتا ہے۔ مگر اس کے برابر آمد پیدا نہیں کر سکتا۔ کیوں اس لئے کہ دولت کمانے کا جو ذریعہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اسے وہ استعمال میں نہیں لاتا۔

تو

دنیا میں ترقی کا ایک ذریعہ

یہ ہے۔ کہ بندہ خدا کو پکارے۔ یعنے ان ذرائع کو کام میں لائے۔ جو دنیوی ترقی کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر کر رکھے ہیں۔

پھر اس آیت کے دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ بندہ کو نہ پکارتا۔ تو اس کا کیا حشر ہوتا بعضوں کے خدا کو پکارنے کی مثال تو اہل یورپ میں دی جا چکی ہے۔ یا ہندوستان میں ہندوؤں کی ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ ذرائع کو استعمال کر کے ترقی حاصل کی ہے

خدا کے بندوں کو پکارنے کی مثال

اس کے جنیوں کی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم گوشہ گمنامی میں پڑے تھے۔ اور غار حرا میں عبادتیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے وہ تمام ذرائع جو دنیوی ترقی کے ہیں۔ ترک کر رکھے تھے۔ مگر آپ کے پاس خدا تعالیٰ کا فرشتہ آیا۔ اور اس نے کہا۔ اٹھ خدا تجھے بلاتا ہے۔ اور پھر اس

گوشۂ گمنامی

سے نکال کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ بنا دیا۔ اور ایسی ترقی عطا کی۔ کہ مذہب و ملک اور تمدن و معاشرت سب پر آپ کا رنگ چھا گیا۔ حتےٰ کہ

آپ کے غلام

یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کئے بغیر اور لیبارٹریز میں تجربات کرنے کے بغیر ہی ہر فن میں دنیا کے استاد بن گئے۔ اور جس میدان میں بھی انہوں نے قدم رکھا۔ تمام دنیا سے آگے بڑھ گئے

ایک صحابی کا بیان

ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک اشرفی دی کہ قربانی کے لئے بکری لے آؤ۔ میں نے سوچا۔ مدینہ میں تو اس رقم میں ایک ہی بکری ملیگی۔ مگر کسی گاؤں سے دو مل جائیںگی۔ اسلئے میں ایک گاؤں سے ایک اشرفی میں دو بکریاں خریدیں۔ جب واپس آیا۔ تو مدینہ میں کسی نے پوچھا۔ کیا بکری فروخت کرو گے۔ میں نے کہا ہاں۔ اور ایک بکری ایک اشرفی میں اس کے پاس فروخت کر دی۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا کر بکری بھی اور اشرفی بھی پیش کر دی۔ اور آپ کے دریافت فرمانے پر سب حال کہہ سنایا۔ آپ نے اس کی ہشیاری کو دیکھ کر اس کے لئے دعا فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ باوجودیکہ عرب ایرانیوں اور رومیوں جیسے تاجر نہ تھے۔ مگر وہ صحابی بیان کرتے ہیں کہ اگر میں نے مٹی بھی خریدی۔ تو وہ

سونے کے بھاؤ

بک گئی۔ لوگ زبردستی روپیہ میرے پاس تجارت کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ اور میں لینے سے انکار کرتا رہتا تھا۔

یہ لولا دعاؤکم کے دوسرے معنے ہیں۔ اس میں اپنے کسی

ہنر یا محنت

کا دخل نہ تھا۔ یہ خدا تعالےٰ کی دینی آواز تھی۔ جس کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھے۔ اور آپ کے ساتھ ہی آپ کے وابستگان دامن بھی بڑھتے چلے گئے۔ جیسے اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہو۔ تو اس کا کوٹ۔ پاجامہ۔ اور دوسرے پارچات بھی سوار ہو جائیں گے۔

ان لوگوں نے یہاں تک ترقی کی۔ کہ ایک عجیب واقعہ لکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ

کسی علاقہ کے گورنر مقرر ہوئے۔ یہ کسریٰ کے خزانوں کی فتوحات کا زمانہ تھا۔ جس میں ابو ہریرہؓ کو ایک رومال ملا۔ جو کسریٰ دربار میں آتے ہوئے زینت کے طور پر ہاتھ میں رکھا کرتا تھا۔ ابو ہریرہ کو جو چھینک آئی۔ تو اس رومال سے ناک صاف کر لیا۔ اور پھر فرمایا۔ واہ ابو ہریرہؓ۔ کبھی تو وہ دن تھے۔ کہ تو بھوک کی وجہ سے

بے ہوش

ہو جایا کرتا تھا۔ اور لوگ یہ سمجھ کر کہ مرگی کا دورہ ہو گیا ہے۔ تیرے سر میں جوتیاں مارا کرتے تھے۔ اور آج یہ دن ہے۔ کہ کسریٰ کے رومال میں تو تھوکتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بہت بعد میں ایمان لائے تھے۔ یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے صرف تین سال قبل، اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ مسجد سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ تا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ایک بات سن سکیں۔ اس وجہ سے ان کو بعض اوقات سات سات فاقے آ جاتے۔ لوگ سمجھتے انہوں نے کھانا کھا لیا ہوگا۔ اور ان سے دریافت نہ کرتے۔ وہ شدت بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے۔ اور لوگ مرگی کا دورہ سمجھ کر جوتیاں مارتے۔ کیونکہ اہل عرب میں یہ رواج تھا۔ تو کبھی یہ حال تھا! اور پھر اس قدر ترقی حاصل ہوئی۔ کہ کبھی جیسے زبردست حکمران کی زینت و آرائش کا رومال آپ کے ناک صاف کرنے کے کام آتا تھا۔

یہ

لولا دعاؤکم کی دوسری مثال

ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے تو آپ کے وابستگانِ دامن بھی ترقی کر گئے۔ جیسے وائسرائے کے دربار میں بڑے بڑے رؤسا اور معززین بھی بعض اوقات نہیں جا سکتے۔ لیکن اس کا بہرہ جا سکتا ہے۔

اسی طرح

خدا تعالےٰ کے انبیاء

کے ساتھ تعلق پیدا کرنے والے بھی ترقی کر جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے

کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ

کی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ جب صادقین کے لئے پھاٹک کھلتا ہے۔ تو ساتھ ہی ان کے ساتھ رہنے والے داخل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے دنیا میں ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ یا تو انسان پوری پوری محنت اور کوشش کرے۔ اور یا پھر خدا تعالےٰ سے ایسی لو لگائے۔ کہ وہ اس کے لئے ترقی کے سامان خود بخود پیدا کر دے۔

تاریخ اسلام

جنگ اُحد کے بعد غزوات

از سر نو مخالفت کا آغاز

اس بات کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ تمام قبائل عرب مسلمانوں کے سخت دشمن تھے۔ اور وہ چاہتے تھے۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ وہ اس کے لئے طرح طرح کی فتنہ انگیزیاں بھی کرتے رہتے تھے۔ لیکن بدر کے مقام پر قریش کو جو شکست فاش ہوئی۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں انہیں جو نقصان عظیم برداشت کرنا پڑا۔ اس سے مخالفت کی آگ قدرے سرد ہو گئی۔ اور قبائل عرب اپنے اپنے ہاں خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ لیکن احد کی لڑائی نے حالت میں پھر تبدیلی پیدا کر دی۔ اور وہ لوگ جو مرعوب ہو کر خموش ہو گئے تھے پھر مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور اسی وجہ سے جنگ احد کے بعد کئی ایک چھوٹی چھوٹی لڑائیاں مسلمانوں کو لڑنی پڑیں؀

سریہ ابی سلمہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی۔ کہ قبیلہ بنی اسد کے لوگ قطن کے مقام پر جمع ہو رہے ہیں۔ اور مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ یہ خبر پاتے ہی آپ نے ابو سلمہ مخزومی کو ڈیڑھ سو مجاہدین کی ایک جماعت کے ساتھ ان اشرار کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ مجاہدین اسلام کے وہاں پہنچنے پر دشمن بھاگ گئے۔ اور مسلمان مال غنیمت لے کر واپس آ گئے؀

واقعہ رجیع

انہی دنوں میں قارۃ اور عضل قبائل کے چند آدمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلے نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ چند آدمیوں کو بھیجئے کہ وہ ہمیں دین سکھائیں۔ آپ نے دس اصحاب ان کے ساتھ روانہ کر دیئے۔ مگر ان بدبختوں نے رجیع کے مقام پر پہنچ کر قبیلہ بنو لحیان سے ان پر حملہ کرا دیا۔ یہ مجاہدین بھاگ کر ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ کفار نے نیچے اترنے پر بہت زور دیا۔ مگر وہ نہ اترے اور آخر ان میں سے سات صحابی ان کے تیروں سے زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ باقی دو حضرت خبیب اور حضرت زید کفار کے وعدہ پر اعتماد کر کے ان کے پاس آ گئے۔ لیکن ان کمبختوں نے ان کی مشکیں کس لیں۔ اور مکہ میں لے جا کر فروخت کر دیا؀

حضرت خبیبؓ نے جنگ احد میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ اس لئے حارث کے بیٹوں نے قتل کا انتقام لینے کے لئے انہیں خرید لیا۔ اور آخر کار شہید کر دیا۔ شہادت سے قبل آپ نے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ جسے قاتلوں نے منظور کر لیا۔ اسی وقت سے دین کی راہ میں مرنے والے پہلے دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں۔ حضرت زید بھی اسی طرح کفار کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے؀

واقعہ بئر معونہ

صفر ۴ھ میں ابو براء کلابی یعنے قبیلہ کلاب کے رئیس نے مدینہ میں آکر اسلام قبول کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی۔ کہ میرے ساتھ کچھ مسلمان بھیجے جائیں۔ جو میری قوم کو بھی دعوت اسلام دیں۔ آپ نے اس سوال پر فرمایا۔ مجھے نجد کی طرف سے ڈر لگتا ہے۔ لیکن ابو براء نے نہایت وثوق کے ساتھ ان کی حفاظت کی ضمانت دی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے وعدوں پر اعتماد کر کے ستر انصار جو نہایت اعلے پایہ کے بزرگ تھے۔ اس کے ساتھ روانہ کر دیئے۔ ان لوگوں نے بئر معونہ کے مقام پر پہنچ کر قیام کیا۔ اور ابو براء کے مشورہ کے مطابق اس علاقہ کے رئیس عامر بن طفیل کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامۂ ہدایت حرام بن ملحان کے ہاتھ روانہ کیا۔ اس ظالم نے حرام کو شہید کر دیا۔ اور ارد گرد کے قبائل سے جمعیت اکٹھی کر کے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے بڑھا۔ مسلمانوں کو اس کا کوئی علم نہ تھا۔ اور وہ حرام کی واپسی کے منتظر تھے۔ آخر انتظار کر کے آگے بڑھے۔ تو عامر کے ہمراہیوں نے انہیں گھیر لیا۔ اور سب کو ایک ایک کر کے شہید کر دیا۔ صرف ایک شخص عمرو امیہ کو عامر بن طفیل نے چھوڑ دیا۔ اور کہا۔ میری ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی۔ سو میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ یہ مدینہ کی طرف واپس ہو گئے۔ اور چونکہ سخت جوش میں تھے۔ اس لئے راستہ میں بنو کلاب کے دو اشخاص کو موقعہ پا کر قتل کر گئے۔ اور جا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تمام واقعات کہہ سنائے۔ حضور کو اپنے جاں نثاروں کے اس طرح قتل ہونے کا اتنا رنج ہوا۔ کہ تمام عمر اس قدر صدمہ شاید ہی کبھی ہوا ہو۔ لکھا ہے۔ آپ ایک مہینہ بھر نماز فجر میں ان ظالموں کے لئے بد دعا کرتے رہے۔ لیکن باوجود اس قدر صدمہ و رنج کے آپ کی انصاف پسندی، اور بلندیٔ اخلاق کا یہ عالم تھا۔ کہ عمرو امیہ نے جن دو غیر متعلق اشخاص کو قتل کیا تھا۔ اس پر بے حد ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور ان کے قبیلہ میں ان دونوں کا خون بہا ارسال فرما دیا؀

غزوۂ بدر ثانی

ناظرین کو یاد ہو گا۔ جنگ احد کے بعد ابوسفیان مسلمانوں کو چیلنج دے گیا تھا۔ کہ آئندہ سال پھر بدر کے مقام پر ہماری تمہاری لڑائی ہو گی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے مسلمانوں نے بھی اسے منظور کر لیا تھا۔ آخر وہ وقت آن پہنچا لیکن چونکہ مکہ میں نہایت قحط سالی کے باعث قریش کے حوصلے ٹوٹ چکے تھے۔ اور ابوسفیان کو اپنی سبکی کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اس نے یہ چال چلی۔ کہ نعیم بن مسعود اشجعی ایک مشہور شاعر کو بہت انعام اکرام کا لالچ دے کر مدینہ روانہ کیا۔ کہ مسلمانوں کو قریش کی قوت و شوکت سے مرعوب کر کے مقابلہ کے لئے نکلنے سے باز رکھے۔ وہ مدینہ میں پہنچا۔ اور اپنے مشن میں کامیابی کے لئے اس نے سارا زور تقریر اور چرب زبانی صرف کر دی۔ مگر مسلمان بھی خدا کے شیر تھے۔ وہ بھلا ان گیدڑ بھبکیوں میں کب آنے والے تھے۔ چنانچہ ہر طرف سے یہی جواب ملا۔ کہ مسلمان لڑنے مرنے کے لئے بالکل تیار ہیں۔ اور عام طور پر مسلمان یہی کہتے تھے۔ کہ ہم کفار کی جمعیت اور قوت سے دبنے والے نہیں ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا۔ کہ اگر میں اکیلا بھی رہ جاؤں، تو بھی ان کے مقابلہ کے لئے نکلوں گا۔ چنانچہ آپ صرف ستر اصحاب کی ایک جماعت ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے۔ اور جوں جوں صحابہ کو خبر ہوتی گئی۔ وہ بھی ساتھ شامل ہوتے گئے حتیٰ کہ مسلمانوں کی فوج کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہو گئی۔ علم حضرت علی رضی اللہ عنہ، کو عطا کیا گیا۔ اور لشکر اسلام بدر کے مقام پر آکر خیمہ زن ہو گیا۔ ابوسفیان کو جب اطلاع ہوئی۔ تو اس نے بھی جوں توں کر کے قریش کو مقابلہ کے لئے مجبور کیا۔ اور دو ہزار فوج کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوا۔ مگر قدرت خداوندی سے قریش کی ہمتیں ایسی بری طرح ٹوٹ چکی تھیں۔ اور ان پر مسلمانوں کی اس قدر ہیبت طاری ہو چکی تھی۔ کہ وہ کسی طرح سامنے آنے کی جرأت ہی نہ کرتے تھے۔ مجنہ کے مقام پر پہنچ کر وہ پھر رک گئے۔ اور آخر کار واپس لوٹ گئے۔ مسلمانوں نے آٹھ دن تک وہاں قیام کیا۔ اور جب قریش کی واپسی کی تصدیق ہو گئی۔ تو واپس مدینہ آ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب بدر کے مقام پر ایک تجارتی منڈی قائم ہوا کرتی تھی۔ اور مسلمان جاتے ہوئے اپنے ساتھ کچھ تجارتی مال بھی لیتے گئے تھے۔ اس تجارت میں بھی انہیں اچھا خاصا منافع حاصل ہوا؀

متفرق واقعات

اس سال یعنے ۴ھ کے دیگر مشہور واقعات یہ ہیں۔ کہ شعبان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت زینبؓ بنت خزیمہ نے اسی سال انتقال کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا اور انہوں نے بہت جلد اسے سیکھ لیا۔ شوال ۴ ہجری میں آپ نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا۔ بعض مورخوں کے نزدیک شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔ مگر یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے؀

کوئٹہ میں زلازل

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن شریف کی پیشگوئی کے ماتحت تازہ الہامات سے خبر پاکر زلزلوں سے تباہیوں کی پیشگوئی کی ہے۔ تب سے ہر سال زمین کا کوئی نہ کوئی حصہ زلازل کی ہولناک جنبشوں سے زمین کے غافلین کو ہوشیار کرنے اور انہیں بدیوں کو چھوڑنے اور ماموّر من اللہ کی اطاعت قبول کرنے کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہے۔ شمالی امریکہ۔ جنوبی امریکہ۔ ایران۔ سسلی۔ اٹلی۔ روس۔ جاپان۔ چین۔ عرب۔ ٹرکی۔ آسٹریلیا۔ برہما۔ افغانستان ہندوستان کے مختلف حصص و دیگر ممالک سب باری باری خوفناک جھٹکوں کی مار کھا چکے ہیں۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور خطرہ ہے۔ کہ جب تک لوگ بدکاریوں سے توبہ کرکے اپنی اصلاح نہ کریں گے۔ اور خدا کے فرستادہ کو ایک بڑی جماعت قبول نہ کر لے گی۔ تب تک یہ سلسلہ تباہیوں کا برابر جاری رہے گا۔

اسی سلسلہ میں ایک خوفناک تباہی علاقہ بلوچستان میں کوئٹہ کے مضافات میں آئی۔ جب کہ عاجز بھی اتفاقاً وہیں تھا۔ اور ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ جو رات پہلا زلزلہ آیا۔ اس سے قبل عشاء کی نماز میں میں نے سورۃ اذا زلزلت الارض زلزالها پڑھی تھی۔ اور دوسرے تیز زلزلے کے وقت بھی بے اختیاری یہی سورۃ میں پڑھ چکا تھا۔ اور ہنوز نماز ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ زلزلہ آگیا۔ ایک احمدی نوجوان کی ملازمت کے متعلق صاحبان کنٹرولر و ایجنٹ جنرل سے ملنے میں حسب الحکم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کوئٹہ گیا ہوا تھا۔ وہ کام بفضلہ تعالیٰ بخوبی سرانجام پایا۔ لیکن ہنوز میں بعض افسران کو مل چکا تھا۔ اور بعض سے ملنا باقی تھا۔ کہ ۱۴ و ۱۵ اگست ۱۹۳۱ء کی درمیانی شب ۱۲ بجے رات کے ایک سخت زلزلہ آیا۔ جس سے تمام در و دیوار کانپنے لگے۔ چھتوں میں کڑکڑاہٹ اور دروازے خود ہی کھٹکنے لگے۔ شہر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ عورتوں اور بچوں کی چیخ پکار ہوئی۔ سب لوگ گھروں سے نکل کر دیوانہ وار باہر بھاگے۔ اس سے پہلے تیز جھٹکے کے بعد زمین قریباً ہر وقت ہلتی رہی اور درمیان میں کسی کسی وقت ایک تیز جھٹکا بھی آجاتا۔ جیسا کہ کوئی سوتوں کو جگاتا ہے۔ اس سے دلوں میں نئے سرے سے دہشت پیدا ہوتی۔ کوئٹہ کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک زمین جنبش کر رہی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب جو کہ جماعت احمدیہ کوئٹہ کے امیر ہیں اپنے خط مورخہ ۱۷ ستمبر میں تحریر فرماتے ہیں۔ "اب بھی گاہے گاہے زلزلے آ رہے ہیں۔ اگرچہ سختی میں اتنے زیادہ نہیں"

پہلے تیز زلزلہ سے تمام لوگ جن میں اکثر تعداد سندھی لوگوں کی تھی۔ جو اپنے سندھی دوستوں کے پاس گرمی گذارنے آئے ہوئے تھے۔ گھروں سے نکل کر باغوں۔ باغیچوں۔ کوٹھیوں والوں کے احاطوں اور سڑکوں پر ڈیرے لگا کر پڑ رہے۔ باوجود سردی کے سب لوگ راتوں کے وقت باہر سونے لگے۔

قریباً تمام پختہ مکانات جو دو منزلہ تھے۔ شق ہو گئے۔ اوپر کی منزلوں کو زیادہ صدمہ پہنچا۔ بعض مکانات جن کے گرنے کا خطرہ ہو گیا تھا۔ میونسپلٹی نے گروا دیئے۔

بعض بدبختوں کی شقاوت کا یہ حال تھا۔ کہ ایسی حالت میں جب کہ ہنوز زمین کانپ رہی تھی۔ لوگوں کے گھر خالی دیکھ کر انہوں نے چوریاں شروع کر دیں۔ فروٹ جو پہلے ہی اتنا ارزاں تھا۔ کہ مثلاً انگور دو پیسہ فی پاؤ فروخت ہوتا تھا۔ اب ایسا ارزاں ہوا کہ ایک ایک ٹوکرا چار آنے کو نیلام ہونے لگا۔ اور اس قیمت پر بھی خریدار نہ ملتا تھا۔ کیونکہ سب کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی۔ انگور خریدنے کی طرف کون توجہ کرتا۔ پہاڑوں سے پتھر ڈھلک کر ریل کی لائن پر آگرے۔ کئی میل تک لائن بند ہو گئی۔ نہ ریل آ جا سکے نہ ڈاک کی کوئی خبر۔ تاریں بھی خراب ہو گئیں۔ اور بے تار کی خبریں جانے لگیں۔ صدہا آدمی موٹروالوں کو اسّی روپے فی سواری دیتے تھے۔ کہ سبّی تک پہنچا دو۔ جو قریباً اسّی میل ہے۔ مگر زلزلے کے ڈر سے کوئی کار یا لاری والا جرأت نہ کرتا تھا۔ کہ سواریاں لے جائے۔

یہ افراتفری جاری تھی۔ کہ تیسرے دن ۱۷ اگست کی شام کو قریباً ۹ بجے پھر ایک زلزلہ آیا۔ جو تیزی میں اس رات والے زلزلہ سے بھی زیادہ تھا۔ اس وقت ہم مسجد احمدیہ میں نماز عشاء پڑھ رہے تھے۔ تمام نمازی نماز کے اندر ہی اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار اور گریہ کرنے لگ گئے۔ اور اسی زلزلہ کی حالت میں نماز کو اخیر تک پورا کیا۔ یہ زلزلہ بھی سخت تھا۔ اور اس نے زیادہ تباہی کی اور بہت سراسیمگی پیدا ہو گئی۔

کوئٹہ میں احمدیوں کی ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ جس میں وہاں کے احمدی برادران نماز مغرب میں روزانہ جمع ہوتے ہیں۔ درس قرآن شریف ہوتا ہے۔ اور عشاء کی نماز سب مل کر پڑھتے ہیں۔ کوئٹہ کی جماعت جوشیلی ہے۔ اپنی مقدرت کے مطابق تبلیغ کا کام خوب کر رہی ہے۔ بالخصوص شیخ کریم بخش صاحب سوداگر بوٹ اور محمد اسمٰعیل صاحب مالک ٹانگہ اور معتبر صاحب اور بابو محمد عبداللہ صاحب غلام محمد صاحب ٹرنک ساز سب جوش سے کام کرتے ہیں۔ یہ سب احباب کوئی موقع تبلیغ کا ضائع نہیں کرتے۔ تمام جماعت اپنے امیر کا احترام کرتی ہے۔ اور ان کے احکام پر عمل کرتی ہے۔ اور امیر صاحب دعا اور حکمت اور تدبیر سے سب کام سر انجام دیتے ہیں

زلزلہ کا اصل مرکز دراصل کوئٹہ نہ تھا۔ اس واسطے وہاں مکانات گرنے سے بچ گئے۔ اور کوئی جان بھی تلف نہ ہوئی۔ لیکن اصل مرکز میں جو کوئٹہ سے قریب ساٹھ میل شرقی جانب تھا۔ وہاں کئی گاؤں بالکل تباہ ہو گئے جیسا کہ ڈھادر اور مچھ وغیرہ۔ جہاں تمام مکانات خاوية على عروشها کا نمونہ دکھا رہے ہیں۔ اور بہت سی جانیں تلف ہو چکی ہیں سنا گیا ہے۔ کہ ان مقامات میں بدکاری بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اور لوگ بے باکی کے ساتھ خلاف شرع عیاشیوں اور بدعملیوں میں مصروف تھے۔ اور اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات کا نمونہ تھے۔ اس علاقہ کی آبادی ۹۵ فی صدی مسلمان ہے۔ مگر مسلمانوں کی حالت بہ سبب جہالت بہت گری ہوئی ہے۔ تعلیم بہت کم ہے۔ سارے بلوچستان میں ایک مسلمان بھی اس قابل نہیں سمجھا گیا۔ کہ اسمبلی کا ممبر ہو کر بلوچستان کی نمائندگی کر سکے۔ کوئٹہ میں ہندوؤں اور سکھوں کے ہائی سکول ہیں۔ مگر مسلمانوں کا کوئی ایسا عمدہ اسکول نہیں۔ اللہ معاذ ہند تعصب کا یہ حال ہے۔ کہ احمدی کے نام سے بھی ڈرتے ہیں ؎

کس کے آگے ہم کہیں اس دردِ دل کا ماجرا
ان کو ہے ملنے سے نفرت بات سننا درکنار

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آنکھیں کھولے وہ حق کو شناخت کریں۔ اور اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان زلازل کے وقت اس علاقہ میں جہاں کہیں احمدی ہیں۔ وہ سب بفضلہ تعالیٰ محفوظ رہے۔ فالحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ گرچونکہ ہنوز وہاں زمین میں جنبش باقی ہے اس واسطے ناظرین سے درخواست ہے کہ وہاں کے احباب کے واسطے خصوصیت سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر شر سے بچائے۔ اور ہر نیکی سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین۔ خادم محمد صادق عفا اللہ عنہ ۲۲ ستمبر

چک ۱۲ اشمالی ضلع سرگودھا میں تبلیغ

چک مذکور میں چوہدری نذیر احمد صاحب گورداسپور سے اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے آئے اور چار پانچ دن خوب تبلیغ کی۔ غیر احمدی مولوی کرم دین صاحب کو مناظرہ کے لئے لے آئے ہماری طرف سے ڈاکٹر منظور احمد صاحب سلانوالی نے حیات و ممات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعودؑ پر مناظرہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔

احقر غلام احمد احمدی سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ سلانوالی

معرکۃ الآراء جلسہ و مناظرہ بمقام کاہنوان تحصیل گورداسپور

جماعت احمدیہ کاہنوان نے ایک تبلیغی جلسہ ۱۸ر ستمبر کو کیا۔ جسے کامیاب بنانے کے لئے جماعت احمدیہ ٹھیالی اور چودہری بدرالدین صاحب ساکن عالمہ نے پورا پورا حصہ لیا۔ جماعت احمدیہ ٹھیالی نے دس من پختہ اناج اور چودہری بدرالدین صاحب موصوف نے ایک من پختہ دودھ بہم پہنچایا باقی اخراجات کا انتظام مقامی جماعت مشتمل بر چار کس نے کیا۔ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اور مولوی عبدالعزیز صاحب نے ہمت سے اس جلسہ کی طرح پڑی۔ اور انہوں نے یہ بار اٹھایا جس کے لئے وہ پورے اترے۔ جزاہم اللہ

قادیان اور مضافات کے انصار اللہ جلسہ کو بارونق بنانے کے لئے جوق در جوق آئے۔ یہاں تک کہ جلسہ گاہ بھر گیا۔ غیر احمدیوں نے پکٹنگ لگا دیا۔ مگر ان لوگوں نے جو علانیہ بیٹ سے تحقیق حق کے لئے آئے تھے۔ اس پکٹنگ کی قطعاً پرواہ نہ کی اور آہستہ آہستہ مخالفین کی جلسہ گاہ کو خالی کر کے ہمارے جلسہ میں شریک ہو گئے۔

خطبہ جمعہ

جمعہ کی نماز جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے ادا کی۔ خطبہ جمعہ دو گھنٹے تک ہوا۔ جس میں جماعت کو عملی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے عام تبلیغ بھی کر دی۔ غیر احمدیوں اور ہندوؤں کی کافی تعداد نے خطبہ سنا۔

جلسہ

بعد نماز جمعہ زیر صدارت جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ جلسہ شروع ہوا۔ فضائل اسلام اور حضرت باوا نانک صاحب کے مذہب پر نہایت کامیاب تقریریں ہوئیں۔

مناظرہ کا چیلنج

اسی اثناء میں غیر احمدیوں کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج آیا۔ جو فوراً منظور کیا گیا۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی معہ مولوی محمد سلیم صاحب کے مولوی علی محمد صاحب شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ وفات مسیح ناصری۔ صداقت مسیح موعود۔ اور ختم نبوت پر مناظرہ قرار پایا۔

مناظرہ کی تیاری

چونکہ علاقہ بیٹ کے لوگ بکثرت اس موقعہ پر پہنچے تھے اور چوہدری علی بخش صاحب ساکن بھینی پسوال اور چوہدری محمد حسین صاحب ساکن کاہلڑیاں کی خواہش تھی۔ کہ مناظرہ نہایت بالشان ہو۔ ان کی قوم آخری فیصلہ کرنے کے لئے آئے گی۔ اور غیر احمدیوں کی طرف سے اس کے لئے خاص تیاری کی گئی تھی۔ اس لئے موقعہ کی یہ اہمیت دیکھ کر ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ بذات خود رات کے ایک بجے قادیان پہنچے۔ جہاں سے صبح کو باوجود بیمار ہونے کے جناب میر محمد اسحٰق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ کو اپنے ساتھ لے آئے۔ جن کے آنے پر تمام جماعت کے اندر ایک نئی قوت پیدا ہو گئی۔ مگر چونکہ معلوم ہوا۔ کہ بالمقابل مناظر صرف مولوی محمد یوسف صاحب امرتسری ہیں۔ اس لئے جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل کو ان کے مقابلہ کے لئے کھڑا کیا گیا۔ اور مناظرہ زیر صدارت جناب میر قاسم علی صاحب شروع ہوا۔

کامیاب مناظرہ

تقریباً چھ گھنٹے تک نہایت کامیابی سے مناظرہ ہوا جس کا اعتراف اپنوں اور غیروں نے بالاتفاق کیا۔ اور مناظرہ کی یہ کیفیت تھی۔ کہ مولوی محمد سلیم صاحب کا ایک ایک جواب گویا ایک گولہ تھا جو مخالفین کے جگر پر پڑتا تھا۔ مولوی محمد یوسف صاحب اپنی آخری تقریر بھی ختم نہ کر سکے۔ اور کسی اعتراض کا بھی انہوں نے جواب نہ دیا۔ ان کی حواس باختگی کا یہ حال تھا۔ کہ دوران مناظرہ میں ایسی نامعقول باتیں کہیں — کہ جن سے ہر مسلمان کو شرم آتی تھی۔ مثلاً وآوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین کے متعلق کہا۔ کہ یہ پہاڑی آسمان پر جنت میں ہے۔ جہاں مسیح علیہ السلام کو مع ان کی والدہ کے پناہ دی گئی۔ اور آسمان پر پہاڑ ثابت کرنے کے لئے اس آیت کا حوالہ دیا۔ وینزل من السماء من جبال فیھا من برد (نور) یعنے یہ جو بارشیں برستی ہیں یہ ان پہاڑوں سے برستی ہیں۔ جو آسمان میں ہیں۔ اور ساتھ کہہ دیا کہ گو سائنس دان اعتراض کریں گے۔ مگر ہمارا قرآن مجید عقل پر نہیں ہے مولوی محمد سلیم صاحب نے جب اس پر جرح شروع کی۔ تو نہ صرف مولوی صاحب کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ بلکہ ان کے سارے ساتھی شرمندگی محسوس کر رہے تھے۔ صداقت مسیح موعود کے مقابلہ میں مولوی صاحب نے سوائے اسبات کے اور کوئی دلیل پیش نہ کی۔ کہ مرزا صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ قرآن مجید کی فلاں آیت کو جو دراصل یوں تھی۔ یوں لکھا ہے۔ گویا یہ سہو کتابت بھی ان کی نظر میں جھوٹ تھا۔ مولوی محمد یوسف صاحب پبلک کو یہ دھوکا دینا چاہتے تھے۔ کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کی آیات کو بدل دیا ہے جہاں انکو اور دندان شکن جواب دیئے گئے۔ وہاں مولوی محمد سلیم صاحب نے وہ قرآن مجید جو جماعت احمدیہ نے اپنے مطبع میں چھاپا ہے۔ دکھلا کر ایک ہزار روپیہ انعام پیش کیا۔ کہ اسمیں دکھلاؤ کہاں یہ آیات تبدیل شدہ ہیں۔ غرض علاقہ گورداسپور میں یہ ایک ایسا کامیاب مناظرہ ہوا جو ہر پہلو کے لحاظ سے مخالفین سلسلہ پر اتمام حجت کرنیکا موجب ہوا ہے۔ اور جس کا اعتراف سب نے کھلے الفاظ میں کیا۔

غیر مسلموں کا شکریہ

اس موقعہ پر کچھ غیر احمدیوں نے نہ صرف پکٹنگ لگایا بلکہ ہر قسم کے سامان کی فراہمی میں رکاوٹیں ڈالیں۔ مگر ان کے بالمقابل ہندو اور سکھ صاحبان نے مقامی جماعت کی مدد کی۔ خاص کر پنڈت دیوی دیال صاحب۔ پنڈت رام جی داس صاحب اور چودہری لعل سنگھ صاحب سفید پوش اور مقامی سکھ گوردوارہ کمیٹی نے جلسہ گاہ کے لئے سامان کی فراہمی میں قابل شکریہ مدد دی۔ ہم ان کے تہ دل سے مشکور ہیں۔

نتیجہ

جلسہ کے اختتام پر پانچ آدمی سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ غیر احمدیوں نے بھی ایک نیم پاگل کو دھکیل کر پیش کیا۔ کہ یہ بیعت سے توبہ کرتا ہے مگر وہ خود شور مچا رہا تھا۔ کہ میں نے بیعت نہیں کی۔ اور یہ حرکت ان کی مزید سبکی کا باعث ہوئی کیونکہ یہاں کے عام لوگ اس شخص کو جانتے تھے۔ کہ وہ احمدی نہیں ہے۔

خاکسار سیکرٹری جماعت احمدیہ کاہنوان

ضلع منٹگمری کا تبلیغی دورہ

خاکسار نے اس ماہ میں تبلیغی تنظیم کے لئے پاکپتن۔ عارف والہ۔ اوکاڑہ۔ ریناله خورد۔ ۵/۲ ۵ اور دیپالپور کا دورہ کیا۔ ۳۰ میل سفر بذریعہ موٹر طے کیا۔ جس میں چوہدری محمد شریف صاحب وکیل شامل تھے۔ اور آپ نے ہی تمام اخراجات سفر اور موٹر کے برداشت کئے۔ جس کے لئے میں ان کا ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم دے۔ ۶۰ میل کے قریب سائیکل پر سفر کیا گیا۔ اور باقی لاری پر۔ اس دورہ میں جماعتوں کا معائنہ کیا۔ چندہ خاص کی تحریک کی گئی۔ اور ۳۲ انصار اللہ بنائے جن میں سیکرٹریان تبلیغ مقرر کئے گئے۔

خاکسار غلام حسین احمدی ڈسٹرکٹ تبلیغ سیکرٹری جماعت احمدیہ ضلع منٹگمری

پروگرام برائے جماعت ہائے احمدیہ ضلع جالندھر

۲۷ر ستمبر۔ نکودر۔ ۳۰ ستمبر مع ۱۔۲۔۳ اکتوبر۔ شیخ وال۔ میانوال۔ کنیاں۔ بگہ۔ ۵ اکتوبر کپورتھلہ ۶۔ اکتوبر۔ سلطانپور ۹ر اکتوبر۔ جالندھر چھاؤنی۔ ۱۰۔ ۱۱ اکتوبر مدار۔ بستی عالم پور۔ خاکسار محمد عمر از کریام

ہے ۔ یہ لوگ ادھر ادھر بھاگ کر پناہ لیتے ہیں۔ پھر پولیس گارد جامع مسجد کے دروازہ کے آگے آتی ہے۔ اور وہاں طاقت استعمال کرتی ہے۔ اس موقعہ پر پولیس کی طرف کچھ روڑے پھینکے جاتے ہیں۔ جن کے متعلق سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ کام حکومت کے ٹھٹوؤں اور قوم کے غداروں کا تھا۔ جو پولیس اور فوج کے لئے تشدد اور ظلم کرنے کا بہانہ پیدا کر رہے تھے۔ کیونکہ عام مسلمان تو گولی چلنے مقتولین اور مجروحین کا روح فرسا نظارہ دیکھنے اور پے در پے پولیس اور فوج کے حملوں سے سخت پریشان ہو رہے تھے۔ اور انہیں سر پیر کی ہوش نہ تھی ؀

دوبارہ گولی چلائی گئی

پھر آنے پر پولیس کی گارد سڑک پر جا کھڑی ہوئی۔ فوج کی تین چار لاریاں وہاں رسالہ کے ساتھ ہی پہنچ گئی تھیں وہ مسجد کی باہر کی چار دیواری کے اندر گئیں۔ ان میں سے ایک گارد چار دیواری پھاند کر مسجد کے جنوبی دروازہ کے بالمقابل ایک مکان کے ساتھ کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور باقی کے فوجی سپاہی مشرقی دیوار سے باہر سڑک پر لائن بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسوقت پھر گولی چلتی ہے۔ قریباً آٹھ نو فائروں کی آواز سنائی دیتی ہے مجھ سے بیس قدم کے فاصلہ سے لوگ ایک لاش کو اٹھا کر مسجد کی طرف لے جاتے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کی زندگی کے دن باقی تھے۔ اس لئے ان پر فائر نہ ہوا۔ اور لوگ مسجد میں پہنچ گئے۔

نواب خسرو جنگ کی آمد

پھر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ کچھ لوگوں نے جو جنوبی دیوار کے باہر کھڑے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ شرارت پیدا کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ پھر پتھر پھینکے۔ فوجی پھر مسلمانوں پر گولی چلانے ہی لگے تھے۔ کہ نواب خسرو جنگ فوجی وردی میں پہنچے۔ ان کے ساتھ ایک اور مسلمان تھے۔ نواب صاحب نے فوجیوں کو فائر کرنے سے روک دیا۔ اور پھر جامع مسجد کے جنوبی گیٹ میں پہنچے۔ اور مسلمان نوجوانوں کو بلایا۔ چند ایک نوجوان ان کے پاس گئے۔ جنہیں انہوں نے کہا۔ لوگوں سے کہو۔ کہ مسجد میں داخل ہو جائیں۔ پھر نوجوانوں کو ساتھ لے کر ان لوگوں کے پاس آئے۔ جو کہ مجھ والے مکان کے آس پاس مسجد کی چار دیواری سے باہر ایک اونچی سطح پر کھڑے تھے۔ اور ان سے کہا یا تو اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ یا مسجد میں داخل ہو جاؤ۔ تم کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ نوجوان والنٹیر بھی ان کو ترغیب دیتے ہیں۔ لیکن لوگ ڈرتے ہیں۔ کہ شاید جسوقت بندوقوں کی زد میں پہنچیں۔ تو فوجی ان کو بھی گولی کا نشانہ بنا دیں۔ دس پندرہ منٹ تک سوچنے اور دوسرے لوگوں کو مسجد میں داخل ہوتے دیکھ کر ان میں سے بھی بعض تو مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ اور بعض گھروں کو واپس ہو جاتے ہیں۔

چھوٹے بچوں کا جلوس

تھوڑے عرصہ کے بعد نابالغ بچوں کا جلوس جو کہ دو اڑھائی سو بچوں پر مشتمل تھا۔ مسجد کے مغربی کونہ سے مسجد کی چار دیواری کے اندر یہ الفاظ پڑھتا ہوا نمودار ہوا۔ "انصاف اتھے دین جہا ہینے کیا انصاف اسی کو کہتے ہیں۔" یہ جلوس جامع مسجد کے جنوبی گیٹ سے جامع مسجد کے اندر داخل ہو گیا؀

ایک کشمیری پنڈت اسلامی لباس پہن کر مسجد میں

اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مسجد کے جنوبی گیٹ کے اندر شور ہے۔ اور لوگ دوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا۔ کہ ایک کشمیری پنڈت ہے۔ جو کہ رومی ٹوپی پہن کر مسجد کے اندر داخل ہوا تھا۔ مگر بعض لوگوں نے اس کو پہچان لیا اس کا نام رام ناتھ ہے۔ اور حلہ پورہ کا رہنے والا ہے۔ اور اس کی بغل سے ایک لمبی فہرست ناموں کی نکلی۔ بعض نوجوان اس کو پہچان کر یہ برداشت نہ کر سکے۔ کہ ایسے حالات میں ایک پنڈت مسجد میں رومی ٹوپی پہن کر دھوکہ دینے۔ اور فتنہ پیدا کرنے کے لئے موجود ہو۔ بعض لوگ اس کو مارنے لگے۔ لیکن میر واعظ یوسف شاہ صاحب نے ان کو منع کیا۔ اور والنٹیروں کو ساتھ کر کے کہا۔ اس کو امن کے ساتھ مسجد سے باہر پہنچا آؤ۔

معززین کی آمد

پنڈت کے باہر نکالے جانے سے چند منٹ پہلے میر واعظ یوسف شاہ صاحب۔ سعد الدین صاحب شال اور منشی شہاب الدین صاحب بھی آ گئے تھے۔ جن کے ساتھ ایک سو کے قریب آدمی ہوں گے۔ اور یہ لوگ بھی اسلام زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے جامع مسجد کے جنوبی دروازہ سے اندر داخل ہو گئے تھے۔

نواب خسرو جنگ کی دانشمندی

نواب خسرو جنگ صاحب کے فوجیوں کو گولی چلانے سے روکنے پر اور اس طرح نرمی کے ساتھ لوگوں کے ساتھ پیش آنے کی وجہ سے امن کے آثار نظر آنے لگے۔ اور لوگ یا تو مسجد میں داخل ہو گئے یا گھروں کو چلے گئے۔ اس طرح جو امن پیدا ہوا۔ وہ صاف بتا رہا ہے کہ افسروں کے لئے بہترین طریقہ اور بہترین کام یہ تھا۔ کہ لوگوں کو نرمی کے ساتھ سمجھاتے۔ لیکن ایک پر امن جلوس پر جبکہ وہ مسجد کی چار دیواری کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ سواروں کا پیچھے سے حملہ کرنا اور منتشر ہونے کا حکم دینے کے بغیر حملہ کرنا۔ مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے وجہ پیدا کرنا تھا۔ افسوس ہے۔ کہ نواب خسرو جنگ صاحب موقعہ پر پہلے موجود نہ تھے۔ ورنہ اس طرح نہتوں پر گولی نہ چلائی جاتی اور نہ ہی سواروں کو اس طرح حملہ کرنے دیتے۔ نواب خسرو جنگ کا بغیر کسی ہتھیار کے لوگوں کے پاس چلا جانا۔ اور پھر امن قائم کرنے میں کامیاب ہو جانا۔ حکومت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہونا چاہیئے کہ اب ملک میں اگر امن قائم ہوگا۔ تو مسلمان حاکموں کے ذریعہ سے ہی۔ جہاں وہ مہاراجہ بہادر کے خیر خواہ اور وفادار ہوں گے۔ وہاں مسلمانان کشمیر بھی ان پر اعتماد کریں گے۔ حکومت بندوق اور تلوار سے نہ ہوگی۔ بلکہ محبت کے ذریعہ سے ہوگی ؀

دست بدعا برقعہ پوش عورتیں

اس کے بعد جب میں مقتولین کو دیکھنے اور ان کے نام معلوم کرنے کے لئے مسجد میں آنے لگا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ چند برقعہ پوش عورتیں مسجد کی طرف منہ کر کے بیٹھی ہیں۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہی ہیں۔ دعا تو میں سن نہیں سکا۔ مگر اس کے سوا وہ اور کیا کہتی ہوں گی۔ کہ ؎

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے ؎ بادلو ہٹ جاؤ دیدو راہ جانے کے لئے
اے دعا ہاں عرض کر عرش الٰہی تھام کے ؎ اے الٰہ اب پھیر دے رخ گردش ایام کے

مقتولین کے خون سے چند الفاظ

اس کے بعد بندہ جامع مسجد کے اندر گیا۔ جہاں دس ہزار کے قریب لوگ جمع تھے۔ وہاں جا کر مقتولین کو سرخرو دیکھا۔ خیال آیا۔ اگر مجھے ان کے خون کے چند قطرے دستیاب ہو جائیں۔ تو ان سے کاغذ پر یہ الفاظ لکھ لوں "مقتولین کا خون صفحہ کاغذ پر مظلومیت کی آواز بلند کر رہا ہے" اسوقت ایک دوست مل گئے۔ جو میری خواہش پر ململ کا ایک ٹکڑا ایک مقتول کے خون میں ڈبو لائے جس سے انگشت شہادت سے سفید کاغذ پر مذکورہ بالا الفاظ لکھ لئے۔ میرے دوستوں نے خواہش کی کہ یہ کپڑا اور الفاظ بھیج دیئے جائیں۔ چنانچہ ارسال کر رہا ہوں۔ (دونوں چیزیں پہنچ گئیں ہیں اور ہر دیکھنے والے کو بیتاب کر رہی ہیں۔ ایڈیٹر الفضل)

جلوس کس طرح مرتب ہوا

وہ آدمی جو جلوس لیکر آیا۔ اس نے خود مجھے بتایا۔ کہ جبہ کرل۔ محلہ جینی کرال اور محلہ باغبورہ و دیگر محلہ جات کے لوگ خانقاہ معلی میں پہنچے۔ وہاں انہوں نے وضو کیا۔ ان کو کیا معلوم تھا۔ کہ اس جلوس میں سے چند اشخاص کے لئے یہ آخری وضو ہے۔ خانقاہ معلی سے جلوس جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں محمد عبد اللہ زندہ باد۔ جلال الدین زندہ باد۔ اور اسلام زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے مسجد کے باہر کی چار دیواری کے اندر پہنچا ہی تھا۔ کہ پیچھے سے سواروں نے حملہ کر دیا۔ اور آگے کی طرف سے پولیس نے لاٹھی چلائی۔ اور جب ان میں سے بعض مسجد کے جنوبی دروازہ کے سامنے تھے۔ تو فوج نے گولی چلائی۔ تین اسی وقت فوت ہو گئے۔ اور بیسیوں زخمی ہوئے۔

مقتولین کے نام

اس وقت لاشیں مسجد کے اندر پڑی ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔
(۱) نصیر الدین عمر ۲۰ سال۔ ساکن محلہ جینی کرال (۲) رسول جو عمر ۳۰ سال محلہ درگجن (۳) اسد اللہ گلکار عمر ۳۰ سال محلہ زبرستان۔

مسلمانوں کے دوسرے جلوس پر حملہ

اس کے بعد میں محلہ مائی سومال بازار میں پہنچا۔ وہاں میں نے ابھی ہوٹل میں کھانا کھایا ہی تھا۔ کہ ایک جلوس کاڈ کدل کے پل سے پار ہوتا ہوا نظر آیا۔ ہوٹل کے قریب ہی ۲۰-۳۰ سوار دیکھے گئے۔ پندرہ بیس سوار یہاں سے روانہ ہو کر چوک میں سے گزر کر بازار کو

روک کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے باقی کے سوار بھی چلے گئے۔ اور ان کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ جب جلوس کوئی بیس پچیس قدم پر پہنچا۔ تو سواروں نے یکدم ہلہ بول دیا۔ جلوس والے کچھ تو دائیں ہو گئے۔ اور کچھ بائیں۔ بعض کو چوٹیں لگیں۔ سوار گھوڑے دوڑا کر گاڈ کرل پہنچے۔ پھر وہاں سے واپس دوڑاتے ہوئے ہوٹل کے نزدیک پہنچ گئے۔ پیدل ملٹری بھی یہاں موجود تھی۔

تیسری بار گولی چلائی گئی

اس وقت کیا دیکھتا ہوں۔ کہ چوک سے پرلی طرف کے ایک مکان کی نشست لگا کر فوجی گولی چلا رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ فوجیوں کو یہ ناگوار گذرا۔ کہ کیوں کچھ لوگ جان بچا کر اس مکان میں داخل ہو گئے۔ اس مکان میں کیا حشر برپا ہوا معلوم ہونے پر عرض کروں گا۔

عورتوں کا جلوس

جامع مسجد میں ہی مجھے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ایک عورتوں کا جلوس جارہا تھا۔ جس پر پولیس نے حملہ کیا۔ اور کئی عورتیں زخمی ہوئیں ان میں سے ایک عورت کی حالت بہت نازک تھی۔ وہ جامع مسجد میں پہنچائی گئی۔ اس عورت کا نام فضلی ہے ۔: (باقی آئندہ)

(نوٹ) میں یہ ساری خونی داستان مسلمان مقتولین کے خون سے ہی لکھتا۔ لیکن خون سے جلدی نہیں لکھا جاسکتا تھا اس لئے معذور رہا ۔:

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

—— اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ اجمیر کے مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر ارجن لال سیٹھی مدیر راجستھان نے اسلام قبول کر لیا ہے ۔:

—— ۱۸ ستمبر۔ فیڈرل سب کمیٹی لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے سر سپرو نے کہا۔ ہندوستانی لیجسلیچروں کے سرکاری ممبروں کو گورنمنٹ کی ہدایات کے ماتحت اکثر اوقات اپنی ضمیر کے خلاف ووٹ دینا پڑتا ہے۔ لارڈ ریڈنگ کے زمانہ میں میں بھی کونسلر تھا۔ تو مجھے بذات خود اس کا تجربہ ہوا لارڈ پیل نے اس بیان کی صداقت کو چیلنج کیا۔ تو سر سپرو نے کہا۔ میں نے کئی مواقع پر خود لارڈ پیل کے زیر ہدایت سرکاری ممبروں کے لئے ہدایات جاری کیں ۔:

—— مغل پورہ ڈبی ڈویژن کے سلسلہ میں حکام بالا کے ساتھ تصفیہ کے لئے لاہور کے مسلمانوں کا ایک وفد شملہ روانہ ہو گیا ہے ۔:

—— ۲۱ ستمبر کو راولپنڈی میں ہندوؤں کے ایک جلسہ میں ڈسکہ کے ایک وکیل نے وہاں کے حالات بیان کرتے ہوئے سکھوں کو بہت برا بھلا کہا۔ اس پر اکالیوں نے احتجاج کیا۔ اور اگر پولیس بروقت نہ پہونچ جاتی۔ تو خوفناک فساد کا احتمال تھا ۔:

—— اسمبلی میں ۲۱ ستمبر کو رکن مالیات نے اعلان کیا۔ کہ ملک معظم کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ بینک آف انگلینڈ کو سونا فروخت کرنے کی ذمہ داری سے سبکدوش کیا جائے۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ جب تک صورت حالات درست نہ ہو نقرئی سکہ کے عوض سٹرلنگ یا سونا فروخت نہ کیا جائے ۔:

—— لنڈن میں جو مالی صورت حالات پیدا ہو گئی ہے۔ اسے مد نظر رکھتے ہوئے حکومت ہند نے احکام صادر کئے تھے۔ کہ بمبئی کے سٹاک ایکسچیج اور تمام صوبجات کے بنک ۲۲ر ستمبر کو بند کر دئے جائیں۔ چنانچہ ۲۲ر ستمبر کو تمام صوبوں میں عام تعطیل منائی گئی۔ بعد ازاں اس حکم میں ۲۴ تک توسیع کر دی گئی ہے۔

—— ۲۱ ستمبر کے اجلاس اسمبلی میں مسٹر مترا نے تحریک التوا پیش کی۔ تا کلکتہ کے قریب نظر بندوں کے کیمپ میں گولی چلائے جانے کے واقعہ پر بحث کی جاسکے۔ لیکن یہ تحریک ۴۸ کے مقابلے میں ۵۸ آراء کی کثرت سے گر گئی ۔:

—— یہ خبر نہایت افسوس کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ ظفروال کے مولوی خیر الدین صاحب اور وہاں کے ایک اور مسلمان میاں نور محمد کو سشن جج گورداسپور نے حبس دوام اور میاں لعل دین کو سات سال قید کی سزا دی ہے۔ گذشتہ دیوالی کے دن جب مسلمانان ظفروال مسجد میں نماز عشاء ادا کر رہے تھے۔ تو شرابی سکھ ان کو مارنے کے لئے اندر گھس آئے۔ اور اندھیرے میں ایک سکھ معلوم نہیں کس کے ہاتھ سے زخمی ہوا۔ اور بعد میں مر گیا۔ ان غریب مسلمانوں کو اس کے قتل کا ذمہ وار قرار دے کر یہ سنگین سزا دی گئی ہے۔

—— لنڈن ۲۳ر ستمبر۔ آج مسلمان لیڈروں نے گاندھی جی سے ہندو مسلم مصالحت کے متعلق گفتگو کی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مسلمان لیڈروں کے مطالبات گاندھی جی نے منظور کر لئے ہیں۔ تفاصیل کا انتظار ہے ۔:

—— لنڈن سے ۲۰ ستمبر کی خبر ہے کہ گذشتہ شب جاپانیوں نے چین کے متعدد ریلوے سٹیشنوں اور جنوبی منچوریا کے اہم جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عارضی طور پر جنگ و جدل رک گیا۔ کیونکہ فریقین نے مصالحت پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ اور صلح کے آثار نظر آتے ہیں۔ چینی وزیر خارجہ نے جاپانی وزیر سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ جاپانی افواج فی الفور اپنی چوکیوں کی طرف ہٹا دی جائیں ۔:

—— مسلم سپریم کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کی کانگرس یروشلم میں منعقد ہو گی۔ اور پہلا اجلاس ۷ر دسمبر کو ہو گا ۔:

—— لاہور میونسپلٹی کے انتظامات کے متعلق شکایات کی تحقیقات کے لئے حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ جس نے رپورٹ حکومت کے حوالہ کر دی ہے۔ جو عنقریب شائع کر دی جائیگی۔ اس میں ایگزیکٹو آفیسر کے تقرر کی سفارش کی گئی ہے ۔:

—— شملہ سے ۲۱ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ آج بعد دوپہر لاہور کے دیوان کنج بہاری تھاپر ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے ۔:

—— ۱۹ر ستمبر کو مسلم ممبران اسمبلی کا ایک وفد سر جارج رینی کے پاس گیا۔ اور شمار و اعداد پیش کر کے ثابت کیا کہ ریلوے سروس میں مسلمانوں کی شدید حق تلفی ہو رہی ہے۔ سر موصوف نے تحقیقات کا وعدہ کیا ۔:

—— رنگون میں تیل کے کنوئیں میں ۲۲ر ستمبر کو آگ لگ گئی۔ جس سے دو یورپین اور چار برہمی ہلاک ہو گئے دو شدید زخمی ہوئے ہیں ۔:

—— تخفیف کمیٹی کا اجلاس ۲۱ ستمبر کو شملہ میں ہوا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ ملازموں کی تنخواہوں میں ۳ ۱/۲ سے بیس فیصدی تک تخفیف کی سفارش حکومت سے کی جائے معمولی سی تبدیلی کے ساتھ حکومت اسے منظور کرنے پر آمادہ ہے ۔:

—— نواب صاحب بھوپال نے ان تمام والیان ریاست کی طرف سے جو گول میز کانفرنس کے ڈیلیگیٹ ہیں حکومت برطانیہ کی مالی مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے وزیر اعظم کو لکھا ہے کہ آئندہ کے لئے اپنے اخراجات ہم خود برداشت کریں گے۔ وزیر اعظم نے اس پیشکش کو شکریہ کے ساتھ منظور کیا ہے۔

—— گاندھی جی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ کانگرس ہمیشہ اچھوتوں کے حقوق کی حفاظت کرتی رہی ہے۔ اس پر رائے زنی کرتا ہوا۔ اخبار ڈیلی میل لکھتا ہے گاندھی انگریزوں کی شرافت اور لاعلمی سے غلط بیانات اور لچھے دار الفاظ کے ذریعہ ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اچھوتوں کے سب سے بڑے دشمن ہندو ہیں۔ اور کانگرس صرف سرمایہ داروں کی ایک جماعت ہے ۔:

—— لنڈن سے ۲۱ ستمبر کی ایک اطلاع ہے کہ برطانیہ میں سونا فروخت کرنے کے التوا کا ایک اثر یہ ہوا ہے کہ فوری انتخابات کا اب کوئی امکان نہیں رہا ۔:

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کی ۔: